رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ وار

جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بطور ہفتہ وار جاری فرمایا۔

نمبر ۴۵ | مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۲۷ء | یوم جمعہ | مطابق ۷ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور نے ۲۷ نومبر چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی لندن سے کامیاب واپسی پر پر تکلف دعوت دی جس میں اکابرین سلسلہ مدعو تھے۔

جناب چوہدری فتح محمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ رخصت پر ہیں۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ان کی جگہ کام کر رہے ہیں۔

جناب میر قاسم علی صاحب اور مولوی قمر الدین صاحب جماعت احمدیہ بھلوال کے جلسہ میں شمولیت کے لئے گئے ہیں۔

مولوی ارجمند خاں صاحب مولوی فاضل چند روز سے شدید بخار میں مبتلا ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

سالانہ جلسہ میں شمولیت

سالانہ جلسہ کا پروگرام شائع ہو گیا ہے جس سے احباب معلوم کر چکے ہونگے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پر معارف و حقائق تقریروں کے علاوہ دوسرے بزرگان سلسلہ کیسے کیسے اہم مضامین پر تقریریں کریں گے۔ ان فیوض سے بغیر کسی سخت مجبوری اور معذوری کے محروم رہنا بہت ہی افسوسناک اور نقصان دہ امر ہوگا۔ پس احباب کو ابھی سے جلسہ میں شمولیت کی تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ جو اصحاب ملازم ہوں۔ انہیں رخصت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جو اپنے طور پر کاروبار کرتے ہیں۔ انہیں فرصت نکالنے کا انتظام کر لینا چاہیئے۔

علاوہ ازیں ان اصحاب کو جو ہمارے سلسلہ میں داخل نہیں۔ جلسہ پر ساتھ لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو اصحاب خاص پوزیشن کے ہوں۔ اور معاشرتی لحاظ سے رہائش کا خاص انتظام چاہتے ہوں۔ ان کے متعلق ناظر صاحب ضیافت جناب میر محمد اسحٰق صاحب سے خط و کتابت کرنی چاہیئے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب مالابار میں

جماعت مالابار کی دیرینہ تمنا کی تعبیر اور خواہش دیرینہ کی صورت تکمیل بنکر حضرت مفتی صاحب رونق افروز مالابار ہوئے ۷ رنومبر کو آپ کے استقبال کیلئے کانانور کے ریلوے سٹیشن پر مقامی جماعت کے ساتھ بینگاڑی کوڈالی اور تلیچری کے احباب بھی حاضر تھے۔ ہمہ تن اخلاص ہو کر انتظار کرنے والے دوستوں نے وحدت ومحبت کا اظہار پھولوں کے ہار سے اور تعظیم وتکریم کا ثبوت انگریزی اڈریس سے پلیٹ فارم پر ہی پیش کیا۔

۸ و ۹ رکو کانانور چھاؤنی میں آپ کا لیکچر مقرر تھا جس کا اعلان انگریزی وملاباری اشتہارات کے ذریعہ تمام شہر میں کردیا گیا۔ اور لیکچر کے لئے ایک وسیع مکان عمدہ طور پر سجایا گیا تقریر انگریزی میں تھی۔ جس کا موضوع "پیغام صلح" تھا۔ بلدیہ کانانور کے صدر مسٹر شتیہ راؤ کرسی صدارت پر تھے۔ فاضل مقرر نے عجب انداز وروانی کے ساتھ سلیس وشیریں زبان میں اس بات کو ثابت کیا کہ اسلام ہی پیغام صلح کا مترادف ہے۔ اور عالمگیر صلح کا جن باتوں پر انحصار ہے وہ صرف اسلام میں ہی پائی جاتی ہیں۔ اور اس مقصد کا حقیقی علمبردار سلسلہ احمدیہ ہے۔ اور ہندو مسلم صلح کا بہترین ذریعہ وہی ہے۔ جو ہمارے امام ہمام نے پیش کیا ہے۔

حاضرین ہمہ تن گوش تھے۔ اور ایک سکوت کا عالم تھا۔ تقریر ختم ہوگئی۔ مگر سامعین بیٹھے حضرت مفتی کے نورانی چہرہ کی طرف تکتے رہے۔ صدر جلسہ نے پرزور تعریفی الفاظ کہکر جلسہ کو برخواست کیا۔ مگر سامعین کچھ اس طرح محو حیرت تھے کہ جلسہ گاہ سے باہر جانا انہیں دوبھر معلوم ہوتا تھا۔

دوسرے دن "تجربات امریکہ" پر تقریر تھی۔ سامعین کی تعداد پہلے دن سے بہت زیادہ تھی۔ پہلی تقریر میں جگہ کو ناکافی پاکر دوسرے دن کیلئے مزید کرسیوں کا انتظام کردیا گیا تھا۔ اس دن صدر جلسہ ہائی کورٹ کے ایک ہندو وکیل تھے۔ لیکچر محتاج توصیف وتعریف نہیں۔ یہ لیکچر ایمان عرفان اخلاص توکل کا ثبوت اور خدمت دین کے لئے سرفروشی کی جرأت اور اسپرٹ آسمانی کے نزول کے یقین کا موجب تھا۔ حاضرین کی تعداد جہاں کل سے زیادہ تھی وہاں ان کا شوق بھی کل سے بہت زیادہ تھا۔ صدر جلسہ نے پرزور الفاظ میں حضرت مفتی صاحب کی اور آپکی تقریر کی تعریف کی۔ ہر دو دن انگریزی تقریر کا ساتھ ساتھ مالاباری زبان میں ترجمہ کردیا گیا۔ کانانور چھاؤنی میں حضرت مفتی صاحب سے اور تقریر کرانے کیلئے لوگ کہتے رہے۔ مگر ان کا مالابار میں قیام نہایت مختصر تھا۔

بعد ازاں کی تیسری تقریر کانانور شہر میں ہمارے ایک احمدی بھائی کی حویلی میں ہوئی۔ یہ تقریر اردو میں فضیلت محمد صلعم پر تھی۔ حاضرین کی تعداد ایام ماقبل سے بہت زیادہ تھی۔ جن میں مسلمان بہت زیادہ تھے۔ فضیلت محمد صلعم میں زیادہ تر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وثنائے مسیح اور سلسلہ احمدیہ کا ذکر تھا۔ اس تقریر کا بھی ترجمہ ساتھ ساتھ سنایا گیا۔ خاکسار کے والد بزرگوار صدارت کی کرسی پر بیٹھے تقریریں نہ صرف خلاف توقع دلچسپی سے سنی گئیں۔ بلکہ ہماری امید کے بالکل خلاف لوگ شوق وخوشنودی کا اظہار کرتے رہے۔

۱۱ رکو بروز جمعہ حضرت مفتی صاحب بینگاڑی تشریف لے گئے۔ کانانور کے بہت سے احباب ساتھ تھے۔ خطبہ جمعہ آپنے پڑھایا۔ بعدہٗ ایک گھنٹہ تک صداقت اسلام پر تقریر فرمائی۔ نہایت دلآویز اور جاذب تقریر تھی۔ دین اسلام کی صداقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود کو پیش کیا۔ تقریر احمدیہ مسجد میں تھی۔ نہ صرف مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ بلکہ لوگ باہر سڑک پر بھی کھڑے سنتے رہے۔ خطبہ وتقریر ہر دو کا ترجمہ ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ تقریر سے فارغ ہوکر آپ بینگاڑی کی اس پرانی مسجد کو ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ جس کو بنے گیارہ صدیاں گذر گئیں۔ اور جو غالباً ہندوستان بھر میں قدامت کے لحاظ سے دوسری مسجد ہے۔ اسی دن عصر کے بعد آپ چند احباب کی معیت میں بینگاڑی سے بذریعہ ریل روانہ ہوکر رات کو دس بجے کالی کٹ پہونچے۔ کیونکہ ۱۲ رکو کالی کٹ میں آپ کا لیکچر مقرر ہوچکا تھا جس کا اعلان وہاں بھی بذریعہ انگریزی وملاباری اشتہارات کردیا گیا تھا۔ ایک مشہور ہندو وکیل صدر جلسہ مقرر ہوئے۔ اور انگریزی میں آپ کی پہلی تقریر "صدائے اسلام" پر نہایت شان سے ہوئی۔ لوگ نہایت امن کے ساتھ اخیر تک بیٹھے سنتے رہے۔ ٹاؤن ہال جس میں تقریر ہوئی تھی۔ نہ صرف لوگوں سے پٹا پڑا تھا۔ بلکہ لوگ کثرت کے ساتھ باہر برآمدوں میں کھڑے سنتے رہے صدر جلسہ نے اپنی پرزور تعریفی الفاظ کی تقریر کے ساتھ جلسہ کو برخواست کیا۔ دوسرے روز ۱۳ رکو تجربات امریکہ پر تقریر تھی۔ اس میں پہلے دن سے زیادہ حاضرین موجود تھے جو نہایت توجہ اور یکسوئی کے ساتھ سنتے رہے۔ ہر دو تقریریں انگریزی میں تھیں۔ جن کے ساتھ ترجمہ بھی تھا۔ دوسرے دن بھی ایک ہندو وکیل ہی صدر جلسہ تھے۔ جنہوں نے تقریر و مقرر دونوں کی بڑی تعریف کی۔ اور اس طرح نہایت کامیابی کے ساتھ تینوں شہروں میں تقریر فرمانے کے بعد حضرت مفتی صاحب ۱۴ رنومبر کو ظہر کے وقت کالی کٹ سے بنگلور تشریف لے گئے۔ حضرت مفتی صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے ہر جگہ غیر احمدی دوست آتے رہے۔ کالی کٹ میں آپ دو اعلیٰ حکام اور ایک پادری صاحب کے ہاں انکو ملنے کے لئے خود تشریف لے گئے۔ خاکسار عبید اللہ ملاباری (امیر جماعت مالابار)

جناب مفتی محمد صادق صاحب بنگلور میں

جماعت احمدیہ بنگلور کی خوش قسمتی سے حضرت ڈاکٹر مفتی صاحب ۸ رنومبر کی صبح وارد بنگلور ہوئے۔ آپکی آمد کا اشتہار دیدیا گیا تھا۔ بہت سے نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ سے اسٹیشن پر تشریف لائے تھے۔ جیسے ہی ٹرین رکی انھوں نے نعرہ اہلاً وسہلاً ومرحبا سے آپکو ٹرین سے اتارا۔ گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے۔ جماعت بنگلور وشموگہ کی طرف سے آپکی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ حضرت ڈاکٹر مفتی صاحب نے مختصر الفاظ میں جواب دیا اسٹیشن سے آپکو موٹر کار میں آہستہ چلاتے ہوئے کیونکہ ساتھ کثرت سے لوگ تھے۔ اس عاجز کے مکان واقع براڈوے ہندو فنڈ میں لایا گیا بہت سے سٹی وکنٹونمنٹ کے عمائدین وتعلیم یافتہ اصحاب آپکی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ ہائی سکول۔ سی۔ اے میں شام کے ۵ بجے آپنے انگریزی میں زیر صدارت ایچ۔ کے رامیا۔ بیرسٹر ایٹ لاء "امریکہ میں میرے چند تجربات" تقریر فرمائی۔ آپکا انداز بیان اور واقعات اس قدر دلچسپ تھے۔ کہ حاضرین بار بار ہیئر ہیئر کے نعرہ لگاتے تھے۔ اور تالیاں بجاتے تھے۔ آپنے فرمایا اسلام یہ کہتا ہے کہ کوئی امت ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ہادی نہ آیا ہو۔ یہ رام اور کرشنا کیا ہیں۔ یہ بھی اپنے وقت کے خدا کے فرستادہ تھے۔ دیکھو آج لاکھوں کروڑوں انسان رام اور کرشنا کے ماننے والے دنیا میں موجود ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ بزرگ اپنے اپنے وقت کے نبی تھے۔ آپکی تقریر ختم ہونے کے بعد جناب صدر نے منجملہ اور باتوں کے ایک بات یہ فرمائی۔ کہ اسلام اور نبی اسلام کے متعلق یہاں بھی بہت سے لوگ بے سر وپا اتہامات اور الزامات لگاتے ہیں۔ یہ ایک بالکل ناجائز فعل ہے۔ ہر ایک مذہب کے حالات سے کماحقہ آگاہی حاصل کرنی چاہیئے۔ اور حضرت ڈاکٹر مفتی صاحب کی اعلیٰ قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ اور بھی آپکے لیکچر یہاں کرائے جائیں۔ ساڑھے چھ بجے جلسہ برخواست ہوا۔ رات کے نو بجے عین وسط شہر میں محمد علی ہال میں فضیلت نبی کریم صلعم پر آپکا بیان ہوا حاضرین کی تعداد ہزار سے زائد تھی۔ چونکہ ہال میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہ تھی۔ بہت لوگ واپس چلے گئے۔ دوران تقریر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر خیر فرمایا۔ جس کو ٹھنڈے دل اور توجہ سے لوگ سنتے رہے اس سے معلوم ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲ر دسمبر ۱۹۲۷ء

قاضی عبدالرشید کے متعلق ہندو مسلمانوں کا رویہ

سوامی شردھانند جی کے قاتل قاضی عبدالرشید صاحب کو مسلم اخبارات نے جو القاب اور خطابات دئے اور جن الفاظ میں ان کا ذکر کر رہے ہیں۔ وہ یقیناً اُن سے مختلف حالت کے انسان کے متعلق استعمال ہونے چاہیئے تھے۔ اور جبکہ وقوعہ قتل کے وقت تمام مسلمانوں نے اس فعل سے نفرت وحقارت کا اظہار کیا تھا۔ اور قاتل کو مذموم فعل کا مرتکب قرار دیا تھا۔ تو اب جبکہ قانونی لحاظ سے ملزم مجرم ثابت ہو کر پھانسی کی سزا پا گیا اُسے "حضرت قاضی عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ" (مدینہ ۲۱ر نومبر الخلیل ۲۰ر نومبر۔ زمیندار ۱۷ر نومبر) "سیدنا عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ" (الخلیل ۲۴-۲۰ نومبر) لکھنا اور اس کی موت کو "شہادت" بتانا کسی صورت میں بھی موزون اور مناسب نہیں تھا۔ لیکن اس کی ساری ذمہ داری ان آریہ اخبارات پر پڑتی ہے جنہوں نے پریوی کونسل سے قاضی عبدالرشید کی اپیل خارج ہو جانے کے بعد اس کے متعلق نہایت اشتعال انگیز مضمون لکھے۔ کارٹون شائع کئے۔ اور جب پھانسی دے دی گئی۔ تو ان اخباروں کی بدتہذیبی اَور بھی زیادہ بڑھ گئی۔ اس موقعہ پر صرف ایک آریہ اخبار "تیج" کو پیش کیا جاتا ہے۔ جس نے اپنے ۱۷ر نومبر کے پرچہ میں "نابکار قاتل کا جنازہ" کے عنوان سے ایک ایڈیٹوریل شائع کیا۔ اس میں جو گندہ لفظ اُس کے منہ میں آیا۔ وہ اُس نے نکال پھینکا۔ اسی طرح ۱۸ - نومبر کے پرچہ میں "عبدالرشید خبیث کی یادگار" کے عنوان سے ایک خبر شائع کی ✽

یہ بطور نمونہ دو مضامین کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی صرف ایک اخبار کے۔ ورنہ آریہ اخبارات نے وہ کچھ لکھا۔ جس کے ذکر سے تہذیب وشرافت شرما رہی ہے ✽

صاف ظاہر ہے۔ کہ قاضی عبدالرشید جس وقت تک زندہ تھا۔ اس وقت بھی آریہ اُسے اپنی گالیاں اور بدزبانیاں سنا نہ سکتے تھے۔ اور جب اُسے پھانسی دے دی گئی۔ اس وقت تو وہ ان کی دسترس سے بالکل ہی باہر ہو گیا۔ پھر اُسے گندی گالیاں دینے کا سوائے اس کے اَور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو جوش دلایا جائے۔ اور انہیں مشتعل کیا جائے۔ یہی اشتعال تھا۔ جس نے چالیس پچاس ہزار مسلمانوں کو اس دن جیلخانہ کے دروازہ پر جمع کر دیا۔ جس دن قاضی عبدالرشید کو پھانسی دی گئی۔ اور یہ اسی اشتعال کا نتیجہ تھا۔ کہ مسلمان اخبارات نے ایسے الفاظ میں ذکر کیا۔ جو معمولی حالات میں وہ قطعاً استعمال نہ کرتے ✽

پس مسلمانوں میں قاضی عبدالرشید کی جتنی اہمیت اور وقعت پیدا ہوئی اور ہو رہی ہے۔ وہ صرف آریوں کی پے در پے اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ تاہم افسوس کے ساتھ ہم کہنا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان آریوں کی حرکات بے جا سے اشتعال پذیر کیوں ہوئے۔ اور کیوں انہوں نے وقار اور سنجیدگی سے کام نہ لیا۔ قاضی عبدالرشید کے جنازہ کا جلوس نکالنا اور حکام کی مخالفت کے باوجود نکالنا مسلمانوں کی سخت غلطی اور نہایت معیوب حرکت تھی۔ اور اس میں سوائے خفت اٹھانے کے ان کے ہاتھ کچھ نہ آسکتا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا جب پولیس لاش لینے کے لئے آئی۔ تو جنہوں نے بہت بڑا مذہبی کارنامہ سمجھ کر لاش اٹھائی ہوئی تھی۔ وہ اُسے زمین پر پھینک کر بھاگ گئے۔ اس وقت نہ اُنہیں قاضی عبدالرشید کی توقیر یاد رہی اور نہ ثواب کمانے کی خواہش ✽

جیسا کہ دہلی کے اخبارات نے لکھا ہے۔ اس مجمع میں بہت بڑی تعداد ادنےٰ طبقہ کے لوگوں کی تھی۔ جو ہندوؤں کی اشتعال انگیزیوں سے مشتعل تھے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اس موقعہ پر وہ لوگ کہاں تھے۔ جنہیں مسلمانوں کے لیڈر ہونے کا دعوےٰ ہے۔ اور جن کی خاصی تعداد دہلی میں رہتی ہے۔ ان کا کام تھا۔ کہ مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کرتے۔ انہیں خلاف قانون کوئی حرکت کرنے سے روکتے۔ اور مصائب والام میں پڑنے سے بچاتے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ چالیس پچاس ہزار سے لیکر ستر اسی ہزار تک مسلمانوں کا انبوہ کثیر جمع ہو جاتا ہے۔ سارے شہر میں مسلمانوں کی دوکانیں بند ہو جاتی ہیں۔ اور قریباً قریباً مکمل ہڑتال ہو جاتی ہے۔ ہزاروں مسلمان جیل خانہ کے سامنے جمع ہو کر لاش کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مگر لیڈر کہلانے والوں اور مسجدوں میں وعظ سنانے والوں میں سے کوئی انہیں نہیں سمجھاتا۔ کہ کیوں خواہ مخواہ مصیبت اور ہلاکت میں پڑتے ہو۔ کیوں اپنے لئے بلاوجہ مشکلات پیدا کرتے ہو۔ اور کیوں حکام کی انتظامی سختیوں کا شکار ہوتے ہو۔

ہمارا خیال ہے۔ اگر کچھ لوگ عمدگی اور عقلمندی سے اس مجمع کو سمجھانے کی کوشش کرتے۔ تو ضرور وہ خطرہ سے بچ جاتے اور اب جو لوگ گرفتار ہو کر مصائب کا شکار ہو رہے ہیں۔ وہ محفوظ رہتے۔ کاش! مسلمان دُور اندیشی سے کام لینا سیکھیں ✽

انیسویں صدی کا مہرشی پھر کونسل میں

ہندو ممبروں کی مہربانی سے پنجاب کونسل میں "انیسویں صدی کا مہرشی" کتاب کا ذکر کئی بار آچکا ہے۔ اور گورنمنٹ اس کے متعلق جواب دے چکی ہے۔ لیکن اس کتاب نے کچھ ایسی دلچسپی پیدا کر لی ہے۔ کہ کوئی نہ کوئی ممبر کونسل میں اس کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

پنجاب کونسل کے تازہ اجلاس میں ایک ممبر چوہدری رام سنگھ نے اس کتاب کی یاد پھر تازہ کرتے ہوئے ۲۲ر نومبر حسب ذیل سوال پوچھا۔

(الف) گورنمنٹ نے سوال ۹۹ اور ضمنی سوالات کا جو کونسل میں ۱۸ر نومبر ۱۹۲۶ء کو کئے گئے تھے۔ یہ جواب دیا تھا۔ کہ کتاب موسومہ "انیسویں صدی کا مہرشی" کا لب ولہجہ قابل اعتراض ہے۔ مگر یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس کے متعلق مقدمہ نہ چلایا جائے۔ کیونکہ یہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ اس نے عام لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے گا۔

اس جواب کے سلسلہ میں کیا آنریبل فنانس ممبر براہ مہربانی وہ وجوہات بیان کریں گے۔ جن کے مطابق اس کتاب کی جسے گورنمنٹ قابل اعتراض سمجھتی ہے۔ بلاروک ٹوک اشاعت کی اجازت دی گئی ہے۔

(ب) کیا آنریبل فنانس ممبر یہ بھی بیان کریں گے۔ کہ گورنمنٹ کی تجویز یہ ہے۔ کہ اب یہ کتاب ضبط کی جائے۔

اس کے جواب میں آنریبل ممبر خزانہ نے کہا۔ گورنمنٹ کی رائے میں کتاب کی اشاعت اتنی کم ہے۔ کہ گورنمنٹ کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ اور نہ ہی اسے ضبط کرنا چاہتی ہے ✽

"انیسویں صدی کا مہرشی" کتاب بہت قلیل تعداد میں چھپی تھی۔ اس کی اشاعت اگر کچھ ہوئی۔ تو ہندوؤں کے کونسل میں اس کا بار بار ذکر کرنے کی وجہ سے۔ اب جبکہ گورنمنٹ نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس کے متعلق جواب دیدیا ہے اور ہندو گورنمنٹ کے ذریعہ اس کی اشاعت بند کرانے اور مصنف پر مقدمہ چلانے میں قطعی طور پر ناکام ہو چکے ہیں۔ تو ہم جناب میر قاسم علی صاحب کو مشورہ دیں گے۔ کہ اگر وہ دوبارہ اس کتاب کو شائع کریں۔ تو آریوں کی دلداری اور اشک شوئی کی خاطر لہجہ بہت نرم کر دیں۔ تاکہ وہ ٹھنڈے دل کے ساتھ اس کا مطالعہ کر کے فائدہ اٹھا سکیں ✽

ایک اور کتاب کے متعلق سوال

کونسل کے اسی اجلاس میں جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی - اے سابق سردار مہر سنگھ کی کتاب "سکھ گوروؤں کی تاریخ" کے متعلق بھی چوہدری رام سنگھ نے اسی قسم کا سوال کیا - جو "انیسویں صدی کا مہرشی" کے متعلق کیا تھا - گورنمنٹ کی طرف سے اس کے جواب میں بھی کہا گیا - کہ گورنمنٹ اس کتاب اور اس کے مصنف کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتی - کیونکہ اس کتاب کی اشاعت بہت محدود ہے +

یہ وہی کتاب ہے - جس کی اشاعت خود حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے روک دی تھی - اور کونسل میں سوال کرنے والوں اور اخبارات میں شور مچانے والوں کو بھی اس کتاب کا علم اسی اعلان سے ہوًا - جو اس کی عدم اشاعت کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہوًا تھا - کیونکہ انہوں نے مخالفت کی آواز اس اعلان کے بعد اٹھائی - اگر ان لوگوں کی اصل غرض یہ ہوتی - کہ کتاب کی اشاعت نہ ہو - تو انہیں حضرت امام جماعت احمدیہ کے اعلان کے بعد اس بارے میں کچھ کرنے کی ضرورت نہ تھی - کیونکہ اس اعلان کے ذریعہ نہ صرف اس کی آئندہ اشاعت روک دی گئی بلکہ کلیتہً اس کے تلف کر دینے کا ارشاد فرمایا تھا - اور مذہبی رواداری کی یہ بے نظیر مثال قائم کرنے پر سکھوں کو آپ کا ممنون ہونا چاہئے تھا - مگر انہوں نے کونسل میں سوال کرنا ضروری سمجھا - اور اخباروں میں یہ لکھا - کہ گورنمنٹ کے ڈر سے اس کتاب کی بندش کا اعلان کیا گیا ہے - امید ہے - اب ان کی تسلی ہو گئی ہوگی اور انہیں معلوم ہو گیا ہوگا - کہ اس کتاب کی اشاعت محض ان کے جذبات اور احساسات کا لحاظ کرتے ہوئے روکی گئی تھی - نہ کہ گورنمنٹ کی طرف سے مقدمہ چلائے یا کتاب ضبط ہونے کے خوف سے -

آریوں کی غلط بیانی

اس موقعہ پر ہم آریہ اخبارات کی اس غلط بیانی کی بھی تردید کرنا چاہتے ہیں - جو اس کتاب کے ذکر میں انہوں نے کی ہے - وہ اس کتاب کو "گورو نانک دیوجی کی توہین" (الاپ ۲۴ نومبر) اور "علمبردار توحید بابا نانک کی توہین" (ویتیج ۲۶ نومبر) کرنے والی قرار دے رہے ہیں - حالانکہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے - اس کتاب میں نہ صرف کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں - جو حضرت بابا نانک جی کی توہین کرنے والا ہو - بلکہ جابجا ان کی تعریف و توصیف کی گئی - اور انہیں خدا تعالیٰ کا محبوب اور پیارا بندہ ثابت کیا گیا ہے +

معلوم ہوتا ہے - آریہ اخبارات اتنا بھی نہیں جانتے کہ جماعت احمدیہ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتی ہے - یا پھر جان بوجھکر سکھوں کو اشتعال دلانے کے لئے اس قسم کے جھوٹے عنوان شائع کرتے ہیں

عیسائیوں کی تبلیغی جدوجہد

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے - اور مسلمانوں کی تمام دینی و دنیوی ترقیات تبلیغ کے ساتھ وابستہ ہیں - مگر شامتِ اعمال سے مسلمان اس سے غافل پڑے ہیں - اس کے مقابل دوسرے مذاہب جو دراصل ایک محدود طبقہ اور خاص جماعت کے لئے مخصوص تھے اسلام کی تقلید کرتے ہوئے اور اپنے مذہبی احکام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تبلیغ کے کام میں پوری مستعدی سے کام لے رہے ہیں - اخبار ہمدرد ۵ دسمبر [illegible] لکھتا ہے :-

"(جنیفہ) اعلان کیا گیا ہے - کہ بین الاقوامی عیسائی مشنوں کی کانگریس اپریل ۱۹۲۸ء کو بیت المقدس میں منعقد ہوگی"

مسلمانوں کو ان واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور اپنی داخلی قوت کو مضبوط کر کے مسلمانوں کو ان بداثرات سے بچانا چاہیئے جن کا ظہور اس کانگریس کے نتیجہ میں ضروری ہے - عرب میں عیسائی مبلغین کی یہ جدوجہد بہت تشویش ناک ہے - اور اگر اس کے تدارک کا کماحقہ انتظام نہ کیا گیا - تو مذہبی نقصان کے علاوہ سیاسی طور پر بھی اسلام کے لئے بہت بڑے خطرہ کا موجب ہوگا +

جماعت احمدیہ عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے قابل سے قابل مبلغ دے سکتی ہے - جو عیسائی مشنریوں کو تبلیغ کے میدان میں شکست فاش دے سکتے ہیں - لیکن ساری عیسائی دُنیا عیسائی مشنوں کو جو لاکھوں روپیہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے دے رہی ہے - اس کے مقابلہ میں اگر مسلمان احمدی مبلغوں کی مالی امداد نہ کریں - تو مقابلہ کس طرح کیا جا سکے - مسلمانوں کو اس اہم سوال کی طرف ضرور توجہ کرنی چاہیئے +

سازش کا کوئی ثبوت نہیں ملا

پنجاب کونسل کے اجلاس منعقدہ ۲۱ نومبر میں چوہدری افضل الحق خاں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے رکن مالیات پنجاب نے کہا - راجپال اور ستیانند وغیرہ پر جو حملے ہوئے ہیں - اور جن کی نسبت ہندوؤں کے راہنما اور جرائد کا بیان ہے کہ اس قسم کے حملے مسلمانوں کی منظم سازش کا نتیجہ ہیں - اس سلسلے میں حکومت نے کمال ہوشیاری کے ساتھ تحقیق و تفتیش کی اور مفروضہ سازش کا سراغ لگانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی - مگر الزام عائد کرنے والے اپنے دعاوی کی تائید میں شہادت پیش کرنے سے قاصر رہے -

اگر مذکورہ بالا جواب کے بعد بھی ہندو سازش کی رٹ لگاتے جائیں اور شور مچانے میں شرم محسوس نہ کریں تو یہ بات پایۂ ثبوت تک پہونچ جائے گی - کہ یہ خود ہندوؤں کی سازش ہے - جو انہوں نے اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف اکسانے اور نفرت و حقارت کے جذبات پیدا کرنے کے لئے کر رکھی ہے +

گورنمنٹ کے ذرائع معلومات ان سنگھٹنی مفسدہ پردازوں سے یقیناً زیادہ وسیع اور قابل اعتبار ہیں - اور اگر اب بھی ہندو اس فتنہ انگیزی سے باز نہ آئیں - تو اس کا یہ مطلب ہوگا - کہ وہ گورنمنٹ کے بیان کو بلاوجہ اور بلاثبوت قابل اعتبار نہیں سمجھتے - اور خواہ مخواہ گورنمنٹ کے خلاف بے اعتمادی پیدا کرنا چاہتے ہیں - گورنمنٹ اگر مسلمانوں کو سازش کے جھوٹے الزام سے محفوظ رکھنے کے لئے کچھ نہیں کرنا چاہتی - تو اپنے اعتماد کو بحال رکھنے کے لئے اسے ضرور کارروائی کرنی چاہیئے +

دربار صاحب سے مورتیاں اٹھا دی گئیں

امرت سر کی ایک خبر ۲۵ نومبر کے "تیج" میں شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے - کہ "گورو نانک دیو کی تین مورتیاں جو دربار صاحب کی پرکرما میں موجود تھیں - اُٹھا دی گئیں - جس سے شہر میں سخت سنسنی پیدا ہو گئی ہے - بہت سے لوگ اکال تخت کے سامنے جمع ہو گئے - سردار بھگت سنگھ سیکرٹری سکھ لیگ نے انٹرویو کئے جانے پر بتلایا - چونکہ سکھ دھرم میں مورتی پوجا کی ممانعت ہے - اس لئے یہ مورتیاں اٹھا لی گئی ہیں"

دربار صاحب میں مورتیوں کا پایا جانا فی الواقعہ سکھوں کے عقائد کی سخت توہین تھی - کیونکہ وہ مورتی پوجا کے ایسے ہی مخالف ہیں - جیسے مسلمان - اور حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے مورتی پوجا کی سخت مذمت کی ہے - سمجھ میں نہیں آتا - اس وجہ سے امرت سر میں کیوں سنسنی پیدا ہو گئی - غالباً یہ ہندوؤں میں پیدا ہوئی ہوگی - جو مورتی پوجا کے دلدادہ ہیں - لیکن جبکہ مورتیاں "گورو نانک دیو" کی تھیں - تو ہندوؤں کو ان سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ؟

ہم دربار صاحب سے مورتیاں اُٹھا دینے پر سکھوں کو مبارکباد کہتے ہیں - کاش وہ بابا نانک رحمۃ اللہ کی تمام تعلیمات پر اسی جرأت اور دلیری سے عمل کریں +

مسلمانان ہند کے سیاسی حقوق کا تحفظ

ولایت میں کوشش

مسلمانان ہند کے متعلق ولایت میں جو غلط خیالات شائع کئے جاتے ہیں۔ ان کی تردید کی طرف مسلمانوں نے کبھی توجہ نہیں کی۔ یا بہت کم کی ہے۔ اس وجہ سے انگلستان کی پبلک مسلمانوں کے ساتھ بہت کم ہمدردی رکھتی ہے اور مسلمانوں کو ایسے امور میں بھی ملزم قرار دیتی ہے۔ جن میں نہ صرف ان کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ مظلوم ہوتے ہیں۔ احمدی مبلغین مقیم لندن نے اس نقصان میں روز افزوں اضافہ دیکھکر اپنی تبلیغی مصروفیتوں کے علاوہ یہ بھی کوشش شروع کی ہے کہ مسلمانوں کے متعلق سیاسی لحاظ سے جو غلط فہمیاں پیدا کی جائیں۔ ان کا ازالہ کریں۔ چنانچہ ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے احمدی مبلغ لندن نے اسی مقصد اور مدعا کو مدنظر رکھتے ہوئے ولائت کے اخبار "اوٹ لک" ۸ اکتوبر میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

بخدمت ایڈیٹر صاحب "اوٹ لک"

جناب من! میں چاہتا ہوں۔ کہ ہندوستان میں ہندو مسلم فرقہ وارانہ کشیدگی کے اس سے بہتر اور زیادہ صحیح وجوہات آپ کے پیش کروں۔ جو آپ کے اخبار کی ۱ اکتوبر کی ایک اشاعت میں کرنل اوبرائن نے ظاہر کئے ہیں۔ کرنل اوبرائن کا خیال ہے۔ کہ موپلاؤں کے حملوں کی وجہ سے مالابار میں جو جھگڑا رونما ہوا۔ اس سے کلکتہ سے لیکر کوہاٹ اور گلبرگہ سے لاہور تک باہمی آویزش کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا کرنیل صاحب غالباً اس حقیقت کو فراموش کر چکے ہیں۔ کہ یہ نہایت ہی قابل افسوس حملے سنہ ۱۹۲۱ء میں اس وقت وقوع پذیر ہوئے۔ جبکہ تحریک عدم تعاون پورے زور میں تھی۔ کیا جان و مال کا وہ ہیبت ناک نقصان جو ان حملوں سے ہوا تھا۔ اور ہزاروں بیواؤں اور یتیموں کی آہ وزاری اس اتحاد میں مخل نہیں ہو سکتی تھی۔ جو اسی سال دونوں قوموں میں ہوا تھا۔

موجودہ بے چینی کا آغاز اس وقت ہوا۔ جب سنہ ۱۹۲۲ء میں ہندو پریس کی طرف سے میاں سر فضل حسین صاحب کے خلاف جو اس وقت حکومت پنجاب کے وزیر اور اب ممبر لیگ آف نیشنز میں ہندوستان کے نمائندہ ہیں۔ نہایت شدید پروپیگنڈا شروع کیا گیا۔ سر فضل حسین کا قصور صرف اتنا تھا۔ کہ انہوں نے ریفارم سکیم کے عین مطابق اور ہندو مسلم میثاق لکھنؤ سنہ ۱۹۱۶ء کے پیش نظر اپنی پس افتادہ قوم کی ایک حد تک اصلاح کے لئے محکمہ تعلیم میں چند ایک مسلمانوں کو معمولی ملازمتوں پر فائز کر دیا تھا۔ عدم تعاونی ہندو پریس جو کہ گورنمنٹ انگریزی کو "شیطانی حکومت" کہکر اس کی انسٹی ٹیوشنوں کو بائیکاٹ کرنے کی تلقین کرتا تھا اس کی طرف سے اس واجبی استحقاق کے خلاف اس قدر شور وشر نے مسلمانوں کی آنکھیں کھولدیں۔ انہیں اپنے مستقبل کے متعلق اپنے حلیفوں کے ارادے دکھائی دینے لگے۔ اور کشیدگی پیدا ہونی شروع ہو گئی۔ اسی سال ملتان میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ اور پنڈت مالویہ نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی سنگھٹن کی تحریک شروع کر دی جس کا مطلب ظاہرا طور پر تو ہندوؤں کی سوشل اصلاح رکھا گیا۔ مگر حقیقتاً یہ مقصد ہے۔ کہ ہندو سوسائٹی کے پراگندہ اجزا کو مجتمع کر کے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے بعد برٹش گورنمنٹ کے ساتھ زور آزمائی کی جائے۔ اس تحریک کی پیدائش گویا اعلان جنگ تھا۔ جس کے شروع ہوتے ہی ملک کے تمام بڑے بڑے شہروں میں فسادات ہونے لگ گئے۔ اور فرقہ وارانہ کشیدگی روز افزوں ہونے لگی۔

سنہ ۱۹۲۳ء میں سوامی شردھانند نے شدھی کا علم بلند کر کے یو۔ پی اور دیگر اضلاع سے ہزاروں ناواقف مسلمانوں کو قابل اعتراض ذرائع سے کام لیتے ہوئے مرتد کرنا شروع کر دیا۔ ان دونوں تحریکوں سے تحریک اتحاد کی بے ثباتی مسلمانوں کو نظر آنے لگی۔ اور ان کو اپنی بیچارگی کا احساس ہونے لگا۔ جس میں ہندو ان کو مبتلا کرنا چاہتے تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے بھی انسدادی تحریکیں شروع ہو گئیں۔ اور قومی فضا منافرت اور بے اعتباری کی ہوا سے معمور ہو گئی۔ عوام الناس کے دلوں میں دوسری قوم کے خلاف عداوت کے جذبات پیدا کئے جانے لگے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے لیڈروں سے بھی بے قابو ہو گئے۔ اور فسادات خطرناک سرعت کے ساتھ ملک کے طول و عرض میں پھیلنے لگے۔ پہلے ان فسادات کی وجہ سے ہی ملک میں بدامنی اور بے چینی کا دور دورہ تھا۔ کہ رنگیلا رسول نامی ایک کتاب جس میں حضرت رسول کریم صلعم پر ہتک آمیز حملے کئے گئے تھے۔ اس کے شائع کرنے والا بری کر دیا گیا۔ اور اس بریت کے ساتھ ہی رسالہ ورتمان کی اشاعت نے مسلمانوں کے زخمی دلوں پر نمک پاشی کر کے فسادات کی آگ کو ہوا دی اور اب موجودہ کشیدگی اور بے اعتمادی کو اعتماد سے بدلنے کے لئے سالہا سال درکار ہیں۔

اندریں حالات کیا مسلمان برٹش گورنمنٹ سے یہ درخواست کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں۔ کہ جب اصلاحات کی دوسری قسط کی ادائگی کا وقت آئے تو ہندوستان میں جداگانہ نیابت کا اصول جاری رکھا جائے۔ جو مانٹیگو۔ چیمسفورڈ ریفارم سکیم کے ذریعہ بروقت جاری کیا گیا تھا۔

کرنل اوبرائن کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ جو لوگ ہندوستان میں جمہوریت کے خواہشمند ہیں ان کو آریہ سماج کے وجود پر ضرور غور کرنا پڑیگا۔ ان لوگوں کی لغت میں سوراج کے معنی ہندو راج اور ہندوستان کے معنے ہندوؤں کا ملک ہیں۔ اور اپنی مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش کے احکام کی اتباع میں وہ اپنی تمام قوتیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ خواہ انہیں کیسے ہی ذرائع استعمال کرنا پڑیں"

اس قسم کے مضامین سے نہ صرف مسلمانان ہند کے متعلق ولایت کے لوگوں کو صحیح واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔ بلکہ ان کی توجہ اسلام کی طرف بھی مبذول ہوتی ہے۔ اور وہ لندن میں احمدی مبلغین کے قیام کی اطلاع پا کر مذہبی لحاظ سے فائدہ اٹھانے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ملک غلام فرید صاحب کا مذکورہ بالا مضمون پڑھکر ایک معزز انگریز نے انہیں لکھا:۔

جناب من!

سنہ ۱۹۲۱ء سے جب سے کہ میں ہندوستان سے واپس آیا ہوں۔ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کے متعلق سنجیدگی سے غور کر رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں اس مذہب کو قبول کرنا چاہتا ہوں۔ اور مشکور ہونگا۔ اگر آپ مجھے لکھیں۔ کہ جب اگلے مہینے میں لندن آؤں۔ تو کیا آپ سے ملاقات کر سکوں گا؟

میں آپ کی اطلاع کے لئے یہ بھی تحریر کر دیتا ہوں۔ کہ میں نے یونیورسٹی میں تعلیم پائی ہے۔ اور کینیڈین نسل سے ہوں۔ مگر میں نے تمام زندگی دور دراز ملکوں میں بسر کی ہے۔ اور کچھ عرصہ سے تعلیم قرآنی کی طرف میرا رجحان زیادہ ہو گیا ہے۔ آپ کا جو خط اس ہفتے کے اوٹ لک میں شائع ہوا ہے۔ اس سے مجھے آپکو خط لکھنے کا خیال پیدا ہوا ہے ؎

قرآن کریم پر بانیٔ آریہ سماج کے اعتراضات کی لغویت

(۳)

پانچویں مثال

سورہ کہف رکوع ۱۰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفیق سفر (فرشتہ یا خضر علیہ السلام) کے بعض ایسے افعال کا ذکر آتا ہے۔ جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کو متعجب بنایا۔ ان میں سے ایک نوجوان کا واقعۂ قتل یا ارادۂ قتل بھی ہے۔ جس وقت حضرت موسیٰ کے ساتھی نے ایسا کیا یا کرنا چاہا۔ تو وہ بہت ہی متعجب ہوئے۔ جس پر ان کے ساتھی نے انہیں اس کی وجہ ان لفظوں میں بیان کی کہ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا۔

جس کا ترجمہ جناب سوامی صاحب نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۰۲ میں یوں لکھا ہے۔

دیانندی ترجمہ

"اور وہ جو لڑکا تھا۔ تھے ماں باپ اس کے ایمان والے۔ پس ڈرے ہم کہ یہ لڑکا غالب آئے ان پر سرکشی اور کفر میں"

بات صاف اور واضح ہے کہ اس جگہ جو شخص اس نوجوان کے قتل یا ارادۂ قتل کی وجہ بیان کر رہا ہے۔ وہ حضرت موسیٰ کا رفیق سفر اور ساتھی ہے۔ جیسا کہ سیاق سباق کے دیکھنے سے بھی عیاں ہو جاتا ہے۔ مگر تعجب پر تعجب یہ کہ "مہرشی دیانند" اس موٹی سی بات کو بھی نہ سمجھ سکے۔ اور طیش میں آکر یہ اعتراض کر دیا۔

اعتراض

"بھلا یہ خدا کی کتنی نادانی ہے۔ اسے یہ شک ہوا کہ کہیں لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغی نہ کر دئے جائیں"

(ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ اعتراض ۱۰۶ صفحہ ۶۰۲)

اعتراض کی لغویت

یہ بالبداہت باطل اور غلط ہے۔ کہ یہاں "ڈرے ہم" سے مراد خدا تعالےٰ ہے۔

سماجی سجنو! ذرا بتلاؤ تو سہی اس آیت میں یا اس کے ترجمہ میں کہاں لکھا ہے کہ نعوذ باللہ خدا کو خوف یا شک پیدا ہوا کہ "لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغی نہ کر دئے جائیں"۔ یاد رکھو یہاں فَخَشِيْنَآ (ڈرے ہم) اندیشہ ہوا ہم کو کہنے والے حضرت موسیٰ کے رفیق سفر ہیں۔ نہ کہ خدا تعالیٰ۔

علاوہ ازیں یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اس آیت میں ایک جوان کی سرکشی و بغاوت کا اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ نہ کہ لڑکوں کے ماں باپ کی بغاوت کا کوئی ذکر یا تذکرہ؟ جب خود سوامی صاحب ہی نے یہ ترجمہ لکھا کہ

"تھے ماں باپ اس (نوجوان) کے ایمان والے پس ڈرے ہم (حضرت خضرؑ) کہ یہ لڑکا غالب آئے ان پر سرکشی اور کفر میں"

تو پھر اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جا سکتا ہے۔ کہ

"خدا کو لڑکوں کے ماں باپ کی بغاوت کے متعلق اندیشہ ہوا"؟

ایک اعتراض میں دو غلطیاں

جہاں سوامی صاحب نے "ڈرے ہم" سے خدا تعالےٰ کا ڈرنا سمجھ کر غلطی کی۔ وہاں یہ بھی ان کی صریح غلطی ہے۔ کہ لڑکے کے اندیشۂ بغاوت سے یہ سمجھ لیا کہ لڑکوں کے ماں باپ خدا سے بغاوت کرنا چاہتے تھے۔

پس سوامی صاحب کا قرآنی مفہوم کو بجھے بغیر اعتراض کرنا اور قدم قدم پر لغزش کھانا ثبوت ہے اس امر کا کہ انہیں اتنی بھی تمیز نہ تھی۔ کہ قرآن کریم کے ترجمہ کو سمجھ ہی سکتے۔ چہ جائیکہ اس پر کوئی معقول اور وزن دار اعتراض کرتے۔

چھٹی مثال

سورہ کہف ہی میں جہاں ذوالقرنین کے ایک دور دراز سفر اور اس کے مشاہدات کا ذکر لکھا ہے۔ وہاں یہ بھی مرقوم ہے کہ حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ذوالقرنین چلتا چلتا ادھر پہونچا۔ جدھر کہ سورج غروب ہوتا ہے (یعنی مغرب کی طرف) تو اس نے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں سورج کو ڈوبتے ہوئے پایا۔ اور وہیں ایک قوم کو دیکھا۔

یہاں کسی ایسی بات کا ذکر نہیں جس کو علوم طبعی کے خلاف کہا جا سکے۔ بلکہ ایک عام مشاہدہ کا بیان ہے۔ مگر ہمارے سماجی دوستوں کے گورو "سوامی" اس عام مشاہدہ سے ناواقف ہونے کے باعث قرآن کریم پر بایں الفاظ معترض ہوتے ہیں۔

دیانندی اعتراض

"لاعلمی کی بات دیکھیئے۔ کہ اس کتاب (قرآن کریم) کا مصنف سورج کو ایک جھیل میں رات کے وقت ڈوبتا ہوا سمجھتا ہے اور یہ کہ صبح کو پھر نکل آتا ہے۔ سورج تو زمین سے بہت بڑا ہے۔ وہ کسی ندی جھیل یا سمندر میں کیونکر ڈوب سکتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ قرآن کے مصنف کو جغرافیہ یا علم ہیئت نہیں آتا تھا۔ اگر آتا تو ایسی خلاف از علم باتیں کیوں لکھ دیتا؟ اس کتاب کے معتقد بھی بے علم ہیں اگر صاحب علم ہوتے تو ایسی غلط باتوں سے پُر کتاب کو کیوں مانتے؟ الخ" (ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ اعتراض ۱۰۷ صفحہ ۶۰۲)

یہاں جس رنگ میں سوامی صاحب نے سخت اور ناشائستہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ہم بھی اسی قسم کے الفاظ میں ان کا جواب دے سکتے ہیں۔ مگر چونکہ ہم مسلمان ہیں۔ اس لئے سختی اور بدکلامی ہمارا شیوہ نہیں۔ پس ترکی بترکی جواب دینے کی بجائے یہی کہنا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ سوامی صاحب چونکہ اردو فارسی اور عربی سے ناواقف اور قرآنی علوم سے نابلد محض تھے۔ اس لئے قرآنی مفہوم کو نہ سمجھ سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جوش میں آکر بہت سی ناملائم اور دلآزار باتیں کہہ ڈالیں۔

اگر وہ حقیقی معنوں میں محقق ہوتے اور قرآن کریم کا خود مطالعہ کر کے اس پر تنقید کرتے۔ تو پھر یہ ناممکن تھا۔ کہ اس قسم کے پوچ اعتراض ان کی طرف سے کئے جاتے۔ یا اس طور کی بدکلامی ان سے ظہور میں آتی۔ یہ سب کرشمے ناواقفی بے علمی اور عدم تدبر کے ہیں۔

آریہ دوست خود ہی غور فرمائیں۔ کیا اصل آیت میں کوئی ایک فقرہ یا لفظ ہے بھی۔ جس پر سوامی صاحب کا یہ اعتراض وارد ہو سکے۔ کہ

"اس کتاب (قرآن کریم) کا مصنف سورج کو ایک جھیل میں رات کے وقت ڈوبتا ہوا سمجھتا ہے۔ اور یہ کہ صبح کو پھر نکل آتا ہے"؟

ہمارے یا کسی اور مسلمان کے ترجمہ پر اعتبار نہ ہو تو سوامی صاحب کا ترجمہ ہی دیکھ لیا جائے۔ جو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۶۰۲ پر بایں الفاظ تحریر ہے۔

"اس (ذوالقرنین) نے سورج کو کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہوا پایا"

جب سوامی صاحب کے ترجمہ سے بھی یہی آشکار ہے کہ سورج کو کیچڑ میں ڈوبتا ہوا دیکھنے والا وہ ذوالقرنین ہے تو کیا ایسی حالت میں یہ کہنا اول درجہ کی غلطی نہیں کہ "اس کتاب (قرآن کریم) کا مصنف سورج کو ایک

جھیل میں رات کے وقت ڈوبتا ہوا سمجھتا ہے۔ اور یہ کہ صبح کو پھر نکل آتا ہے"۔

قرآن کریم میں یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ واقعی سورج "ایک جھیل میں رات کے وقت ڈوبتا" اور یہ کہ "صبح کو پھر نکل آتا ہے"؟

باقی رہا ذوالقرنین کا ایسا دیکھنا۔ سو اس کا جوابدہ قرآن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ذوالقرنین نے ایسا سمجھا یا دیکھا لیکن اگر غور سے کام لیا جائے۔ تو ذوالقرنین کے مشاہدہ کو بھی غلط کہنا غلطی ہے۔ کیونکہ ہر ایک وہ شخص جس نے کبھی غروب آفتاب کے وقت سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر دیکھا ہوگا۔ اسے وہی نظارہ نظر آیا ہوگا۔ جو کہ ذوالقرنین نے دیکھا۔ اور اگر کسی "معتبر آدمی" کی گواہی درکار ہو۔ تو ہم اپنے سماجی دوستوں کے لئے یہ بھی مہیا کئے دیتے ہیں۔ سنئے اخبار مسافر آگرہ کے ایڈیٹر لکشمی دت کیا کہتے ہیں۔ ہاں اپنے ایک سمندری سفر کا حال لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"تمام سمندر میں ایک عجیب تلاطم بپا تھا۔ جہاں تک نظر پہونچتی تھی۔ سیاہ پانی کا تختہ ہی نظر آتا تھا۔ ...... جب سورج نکلا۔ تو اور بھی لطف آیا۔ کیونکہ یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ بیچ بیچ سورج سمندر کے بیچ میں سے نکل رہا ہے"۔

(مسافر آگرہ۔ ۱۵۔ مارچ ۱۹۱۸ء صفحہ ۶)

قرآن کریم میں تو صرف "وجدھا" کا لفظ ہے جس کے معنے ہیں۔ اس نے ایسا پایا۔ مگر آریہ سماج کے معزز ممبر اسلام کے سخت دشمن اس موقعہ پر پایا کا لفظ استعمال نہیں کرتے بلکہ "بیچ بیچ" کہتے ہیں۔ یعنی تختہ جہاز پر انہیں سچ مچ سمندر ہی سے سورج طلوع ہوتا دکھائی دیا۔

اب اگر کوئی پنڈت صاحب کے ان الفاظ کو پڑھکر کہدے کہ انہیں "جغرافیہ یا علم ہیئت نہیں آتا تھا" یا ان کی یہ بات "لاعلمی کی بات ہے" تو یہ اُس کی سخت حماقت ہوگی کیونکہ اُنہوں نے جو کچھ لکھا۔ ایک عام نظارہ اور روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ اور بھی جس کو ان کی طرح اس قسم کے سمندری سفر کا اتفاق ہوگا۔ اس کو اسی طور کا نظارہ دیکھنے میں آئیگا جیسا "ذوالقرنین" یا پنڈت لکشمیدت نے دیکھا۔

پس قرآن مجید نے ذوالقرنین کے ایک عام مشاہدہ کا تذکرہ کیا ہے۔ نہ کہ کسی واقعیت کا اظہار۔

جیسا کہ ہم نے پیشتر ازیں لکھا تھا۔ کہ جناب سوامی صاحب نے قرآن حکیم کو سمجھا تک نہیں۔ وہ محولہ بالا چند مثالوں سے ایسا واضح ہوگیا ہے۔ کہ اب کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں سُن کر ایک علم سے بے علم آدمی بھی بول اُٹھیگا۔ کہ واقعی ستیارتھ پرکاش کا مصنف قرآنی مطالب کو سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔ چہ جائیکہ اس پر کوئی معقول اعتراض کر سکتا۔

گو چونکہ ہمیں اپنے آریہ سجنوں کی خاطر منظور ہے اس لئے انہی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے اس قسم کی کچھ مثالیں اور بھی تحریر کی جائینگی۔ تاکہ "ستیارتھ پرکاش ایسی اصولیہ پستک" کی اصل حقیقت پبلک پر بخوبی روشن ہو جائے۔

ساتویں مثال

جناب سوامی صاحب نے قرآن پاک کے الفاظ "اولٰئک اصحٰب الجنۃ ھم فیھا خالدون" کا یہ الفاظ ترجمہ لکھکر کہ "وہ ہمیشہ کے لئے بہشت میں رہنے والے ہیں" کئی ایک مضحکہ خیز اعتراض کئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔

دیانندی اعتراض

"اور مسلمان لوگ) دنیا کی پیدائش سات آٹھ ہزار برسوں سے بھی کم بتلاتے ہیں۔ کیا اس سے پیشتر خدا نکما بیٹھا رہا تھا؟ اور کیا قیامت کے پیچھے بھی نکما رہے گا؟ یہ باتیں لڑکوں کی باتوں کی مانند ہیں۔ کیونکہ پرمیشور کے کام ہمیشہ قائم رہتے ہیں"۔ (ستیارتھ اُردو صفحہ ۵۷۱)

سماجی مترو! تبلاؤ تو سہی۔ قرآن کریم کے محولہ بالا الفاظ کے ساتھ سوامی صاحب کے اس اعتراض کا کوئی دور کا بھی تعلق ہے؟ کیا اسی قسم کی پوچ باتوں پر اترایا جاتا اور مسلمانوں کو چڑایا جاتا ہے؟ ذرا دکھلاؤ تو سہی۔ قرآن اور حدیث میں کہاں لکھا ہے۔ کہ "دنیا کی پیدائش سات آٹھ ہزار برسوں سے بھی کم" ہے۔

کیا اس قسم کی افترا پردازی بھی شری سوامی جی مہاراج کے "محقق" ہونے کی دلیل ہے؟ ہم چیلنج کرتے ہیں۔ کہ آریہ سماج اس افترا کی تائید میں کوئی ثبوت پیش کرے لیکن ہم وثوق کے ساتھ کہیں گے۔ کہ وہ اپنی متفقہ طاقت صرف کر دینے پر بھی جناب سوامی صاحب کے ان الفاظ کو اسلامی مسلمات سے ثابت نہیں کر سکتی۔

پس جب بنائے اعتراض ہی غلط ہے۔ تو سوامی صاحب کا اعتراض بدرجۂ اولیٰ غلط ٹھیرا۔

باقی رہا سوامی جی مہاراج کا یہ کہنا۔ کہ "پرمیشور کے کام ہمیشہ قائم رہتے ہیں"۔ سو اس کے متعلق انہیں اپنا "پرلے" والا عقیدہ یاد رکھنا چاہئے تھا۔ جب خود ہی یہ لکھ چکے ہیں۔ کہ "پرلے میں جیو اس طرح نکمے پڑے رہتے ہیں۔ جیسے کوئی گہری نیند میں پڑا ہو" (ستیارتھ صفحہ ۲۲۵) تو ایسی حالت میں کیونکر پرمیشور کے کام ہمیشہ قائم رہ سکتے ہیں؟ امید ہے۔ کہ سماجی بھائی ان باتوں پر غور کرینگے۔ تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ "بال برہمچاری۔ سچے یوگی۔ گھور تپسوی مہرشی دیانند" کی "ستیارتھ پرکاش ایسی اصولیہ پستک" عالموں کے نزدیک کیا وقعت پا سکتی ہے؟

فضل حسین احمدی مہاجر

ندوۃ العلماء کا اجلاس امرتسر میں

(الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے)

۲۵ر نومبر بعد نماز جمعہ ندوۃ العلماء کا اجلاس شروع ہوا۔ شیخ صادق حسن صاحب بیرسٹر صدر مجلس استقبالیہ نے آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مسلمانوں کو تعلیم تبلیغ۔ تجارت اور تنظیم کی طرف توجہ دلائی۔

تنظیم کے متعلق بیان کرتے ہوئے شیخ صاحب نے کہا۔ کہ "اس وقت ہمیں صرف مذہبی فرقہ بندیوں کا رونا نہیں۔ بلکہ سیاسی گروہ سازیوں کا بھی تردد ہے۔ اگرچہ ہر خیر خواہ اسلام کی یہ قدرتی خواہش ہے۔ کہ یہ فرقے اور گروہ تمام اختلافات کو فراموش کر کے ایک پروگرام پر متفق ہو جائیں۔ لیکن جب ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو میری ناچیز رائے میں بہترین تدبیر یہ ہے۔ کہ ہماری تمام مذہبی اور سیاسی جماعتیں اپنے اپنے مذہبی اور سیاسی عقائد پر قائم رہ کر ایسے معاملات میں متحد ہو کر کام کریں۔ جہاں مذہبی اور سیاسی اختلافات کو کوئی دخل نہ ہو"۔

یہ رائے جو مسلمانوں نے آج ایک طویل عرصہ کے تجربہ کے بعد قائم کی ہے۔ اور جس کے بغیر مسلمانوں کی تنظیم کا خیال ایک وہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ وہی ہے جو بہت عرصہ پیشتر حضرت امام جماعت احمدیہ نے بیان فرمائی اور یقیناً وہ دن دور نہیں جبکہ دنیا صرف اسی آواز کو قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھیگی۔ جو قادیان سے بلند ہوگی۔

ازاں بعد صدر جلسہ مولوی غلام حسن صاحب وزیر معارف ریاست بہاولپور نے اپنا طویل خطبۂ صدارت پڑھا جس میں ندوۃ العلماء کی قومی و ملی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں سے دس لاکھ روپیہ کی درخواست کی۔ اور اجلاس ساڑھے پانچ بجے شام ختم ہوا۔ حاضرین کی تعداد آٹھ سو کے قریب تھی۔

جماعت احمدیہ مظفر نگر کا جلسہ

۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ نومبر تین یوم تک بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت کے ساتھ جلسہ رہا۔ حافظ جمال احمد صاحب نے اتفاق و اتحاد اور چھوت چھات پر تقریر فرمائی۔ جس کا خواص عوام پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ پھر مولانا اللہ دتا صاحب مولوی فاضل کی تقریریں اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ اور مسئلہ تناسخ کے باطل ہونے اور مسئلہ نیوگ پر ہوئیں۔ آریہ صاحبان میں کسی کو جرأت نہیں ہو سکی۔ کہ وہ مناظرہ تو کیا معمولی طور سے اعتراض ہی پیش کر سکے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے محض اپنے رحم اور فضل سے جماعت کو بڑی زبردست کامیابی عطا فرمائی پبلک پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ ہر شخص اعتراف کرتا تھا۔ کہ اسلام کی حمایت کرنا اور اسلام کے مخالفوں کو

غیر مُبایعین کا کیا نام ہو؟

دو چار افراد کے دستخطوں سے ایک مضمون پیغام صلح لاہور میں شائع ہوا ہے۔ جس میں ہم سے یہ چاہا گیا ہے۔ کہ جن لوگوں نے مولوی محمد علی صاحب کی رفاقت میں مرکز سلسلہ احمدیہ قادیان سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ اور اپنے آپ کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی سرگرمیوں سے متعلق رکھتے ہیں۔ اور خلافت موعودہ ثانیہ کی بیعت نہیں کی۔ ان کو غیر مبایعین نہ لکھا جایا کرے۔ بلکہ لاہوری احمدی لکھا جائے۔

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ لاہور میں ہمارے (سلسلہ احمدیہ کے بھی) پاک ممبر ہیں۔ اور وہ غیر مبایعین سے زیادہ تعداد میں لاہور شہر کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور نہ صرف دینی علم و تقویٰ و فضائل شرعیہ سے بہرہ وافی رکھتے ہیں۔ بلکہ دنیوی وجاہت اور ڈگریوں کے لحاظ سے بھی آپ سے بڑھکر اور سب کے سب برابر ہیں۔ پس اگر ہم لاہوری احمدی لکھنا اور کہنا شروع کر دیں۔ تو اس میں لاہور کے ان پاک ممبروں کی حق تلفی ہے۔ اور ایسی باتیں جن کا آپ کی طرف منسوب ہونا آپ کے لئے موجب فخر و مباہات ہے۔ ہمارے ان پاک ممبروں کے لئے باعث ہتک و ننگ ہے۔ پس بایں وجوہات تعمیل ارشاد سے معذور ہیں۔ کوئی اور نام اپنا تجویز فرمائیں تو اس کے متعلق غور کیا جاسکے۔ ہم غیر مبایعین آپ کو حقارت سے نہیں کہتے۔ آپ کے متعلق کوئی غلط فہمی نہیں پھیلاتے بلکہ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ آپ لوگوں نے خلافت موعودہ ثانیہ کی بیعت نہیں کی۔ بلکہ اصولاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد کسی غیر نبی کی بیعت کے قائل نہیں۔ تو پھر خطاب غیر مبایعین ہی اس مفہوم کو خوب ادا کرسکتا ہے۔ آئندہ آپ کا اختیار

اکمل عفا اللہ عنہ

سیلون میں مُسلم مشنری

مذکورہ بالا عنوان سے سیلون کا اخبار ٹائمز آف سیلون ۱۵ اکتوبر کی اشاعت میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ایک لیکچر کی روئداد یوں شائع کرتا ہے۔

ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے جو حال ہی میں امریکہ سے آئے ہیں کل ٹاؤن ہال مرادانہ میں کچھ اپنے تجربات امریکہ بیان کئے۔ ڈاکٹر صادق کے پاس امریکن اور انگلش یونیورسٹیوں کے متعدد ڈپلومے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ لورپول سے کی روانگی سے قبل میں نے استخارہ کیا تھا۔ اور مجھے اپنے مشن میں خدا تعالےٰ کی طرف سے کامیابی کا یقین دلایا گیا تھا۔ چنانچہ ایک رات جب میں لورپول میں ہی تھا۔ میں نے خواب دیکھا۔ کہ میں امریکہ میں ایک بہت بڑے مجمع کو مخاطب کر رہا ہوں لیکچر کے بعد سوائے ایک نوجوان لیڈی کے سب رخصت ہوگئے۔ اور اس لیڈی نے استفسار کرنے پر بتایا۔ کہ وہ مسلمان ہونا چاہتی ہے۔ چنانچہ اُس کو مسلمان کر کے اس کا نام رکھا گیا۔ امریکہ پہونچنے پر وہاں کے حکام نے ملک میں داخلہ کی اجازت نہ دی۔ کیونکہ وہ امریکہ میں تبلیغ اسلام کرنا چاہتا تھا۔ اور اس کو واپس کرنا چاہتے تھے مگر اس کے اصرار پر اس کو ایک مکان میں نظر بند کر دیا گیا اور وہاں تقریباً دو ہفتہ رہنے کے بعد واشنگٹن سے حکام بالادست نے اس کے داخلہ کی اجازت دے دی۔ اسی دوران میں ۱۵ نفوس جو اس کے ساتھ ہی نظر بند تھے۔ مسلمان ہوگئے۔ داخلہ کے بعد وہ نیویارک گیا۔ اور تین صد روپیہ ماہوار پر ایک مکان لیا۔ ایک اتوار کو اس نے ایک جلسہ کیا۔ اور کمالات اسلام پر تقریر کی۔ جلسہ کے بعد تمام لوگ رخصت ہوگئے۔ مگر ایک نوجوان لیڈی بیٹھی رہی جس نے استفسار پر بتایا۔ کہ وہ مسلمان ہونا چاہتی ہے معاً اس کو اپنا خواب جو اُس نے لورپول میں دیکھا تھا۔ یاد آگیا۔ اور اُس نے اُس کو مسلمان کیا۔ یہ پہلی عورت تھی۔ جو امریکہ میں مسلمان ہوئی۔

ایک دن جب وہ بازار میں جا رہا تھا۔ تو ایک چھوٹی سی لڑکی نے اس کو بلا کر کہا۔ کہ اس کی دادی بلا رہی ہے وہ اُس لڑکی کے ساتھ گیا۔ اور دیکھا۔ کہ ایک بوڑھی عورت بچوں اور پوتوں کے درمیان بیٹھی ہے۔ اس نے کہا۔ کہ میں عیسائیت سے مطمئن نہیں اور میں نے اپنے خواب میں دیکھا تھا کہ اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے ایک ایسے آدمی کو دیکھونگی۔ جو مجھے روحانی اطمینان دے سکیگا۔ اور اب آپکو گذرتے ہوئے۔ دیکھکر مجھے اپنا خواب جو میں نے دو سال قبل دیکھا تھا۔ یاد آگیا ہے۔ چنانچہ اس کو بھی داخل اسلام کیا گیا۔ ڈاکٹر صادق نے کہا۔ کہ اہل امریکہ اس سے نہایت شریفانہ سلوک کرتے رہے ہیں۔ اور وہ امریکن پبلک کا بہت مشکور ہے!

اسی طرح کا ایک مضمون ایک دوسرے اخبار" دی سیلون مارننگ لیڈر" نے اپنی ۱۷ اکتوبر کی اشاعت میں شائع کیا ہے۔

آل انڈیا مُسلم ایجوکیشنل کانفرنس مدراس ۱۹۲۶ء

(۱) جیسا کہ پیشتر اعلان ہوچکا ہے۔ آئندہ اجلاس آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ دسمبر ۱۹۲۶ء کو بمقام مدراس منعقد ہوگا۔ اجلاس کے صدر آنریبل سر شیخ محمد عبد القادر صاحب ممبر اگزکٹو کونسل صوبہ پنجاب منتخب ہوئے ہیں۔

۲- علاوہ عام اجلاس کانفرنس اس کے حسب ذیل شعبہ جات کے بھی اجلاس ہونگے۔

(الف) شعبہ اردو کا اجلاس زیر صدارت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔

(ب) شعبہ تعلیم نسوان کا اجلاس زیر صدارت امین الملک میر حمزہ حسین صاحب سابق دیوان ریاست میسور۔

(ج) شعبہ اصلاح تمدن کا اجلاس زیر صدارت آنریبل ڈاکٹر سید شاہ سلیمان صاحب جج ہائیکورٹ الہ آباد۔

۳- مقام اجلاس ریڈنگٹن تھیئٹر واقعہ ماؤنٹ روڈ تجویز کیا گیا ہے۔ یہ مرکزی مقام ہے۔ یہاں برقی ٹریوے موٹریں اور ٹیکسی ہر قسم کی سواریاں دستیاب ہوتی ہیں۔ انگریزی ہوٹل بھی اس کے قریب ہے۔

۴- جو صاحب کسی ہوٹل میں قیام فرمانا چاہیں۔ اور اپنے ارادے سے آنریری سکرٹری استقبالیہ کمیٹی کو ۱۵۔ دسمبر آئندہ سے قبل اطلاع دیں ورنہ ان کے واسطے مناسب انتظام قیام ہوٹل ناممکن ہوگا۔ ہوٹل میں قیام کی فیس مع طعام ۱۰ روپیہ سے پندرہ روپے تک یومیہ ہوگی۔

۵- دیگر ممبران اور وزیٹران کانفرنس سے قیام کے متعلق کوئی فیس نہیں لی جائیگی۔ مگر طعام کی فیس ۱۲ ؍ فی وقت ہوگی۔

۶- جو حضرات صوبہ مدراس کے علاوہ شمالی ہندوستان اور ریاست حیدر آباد سے تشریف لائینگے۔ ان کو ان کے مذاق کے موافق کھانا دیا جائیگا۔ یعنی ان کے کھانے میں بریانی۔ زردہ۔ قورمہ اور نان شامل ہوگی۔ جو صاحب صوبہ مدراس سے تشریف لائینگے۔ ان کو ان کے مذاق کے موافق بریانی اور پورانی یا چٹنی دالچہ یعنی گوشت جس میں ترکاری و دال پڑی ہو مع ایک میٹھی چیز مثل زردہ وغیرہ کے دیا جائیگا۔ مقام مدراس کے لحاظ سے یہ فیس گراں نہیں ہے۔

۷- توقع کی جاتی ہے۔ کہ جناب صدر آنریبل سر شیخ محمد عبد القادر صاحب کے ہمراہ ایک بڑی تعداد زندہ دلان پنجاب کی اور مسٹر ڈاکٹر سید شاہ سلیمان صاحب جج ہائیکورٹ الہ آباد اور مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے ہمراہ ایک جماعت کثیر بزرگان صوبہ متحدہ اور بہار کی اور نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے ہمراہ ایک بڑی تعداد بزرگان ریاست حیدر آباد کی تشریف لائیگی اور آئندہ اجلاس کانفرنس ہر لحاظ سے نہایت کامیاب اور مسلمانوں کے واسطے

قساوت قلبی کی بدترین مثال

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بے لوث دینی خدمات کسی سے مخفی نہیں اور اس زمانہ میں جبکہ دشمن نے چاروں طرف سے اسلام پر حملہ کر رکھا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کی اندرونی کشمکش کے نتائج کسی باخبر انسان سے پوشیدہ نہیں۔ مگر ان حالات میں بھی (وہ علماء جن کو صرف حضرت نبی کریم صلعم کی ایک پیشگوئی علماءھم شر من تحت ادیم السماء کے پورا کرنے کے لئے مہلت دی جا رہی ہے) اسلام کے مختلف فرقوں میں افتراق اور انشقاق کی خلیج وسیع کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ (کاش وہ اپنی اس طاقت کو اسلام کی خدمت میں صرف کرتے۔) اس کی ایک تازہ مثال موضع دسلیال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں پائی گئی ہے۔

میرے ماموں زاد بھائی چوہدری محمد جعفر خاں صاحب جو اپنے گاؤں میں اکیلے احمدی ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اور پانچ دن زندہ رہکر قضاء الٰہی سے فوت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ اپنے گاؤں میں بلکہ ساری قوم میں صرف ہم دونوں بھائی احمدی ہیں۔ ہم دونوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے بچے کی ماں کو بچہ دفن کرنے سے روک دیا گیا۔ جس پر بچے کو گھر کے اندر ایک صندوق میں بطور امانت دفن کیا گیا۔

ایسی حالت میں بچے کی ماں کو مجبور کیا گیا۔ کہ حلف اٹھائے کہ وہ آئندہ احمدیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھیگی۔ باقی متعلقین کو بھی دھمکی دی گئی کہ اگر تم نے ان سے تعاون کیا۔ تو تمہارا بھی بائیکاٹ کر دیا جائے گا۔ اس لئے وہ علیحدہ ہو گئے۔

ان حالات میں چوہدری صاحب موصوف کو بذریعہ تار بلایا گیا جب وہ گھر گئے۔ تو انہیں بھی یہی کہا گیا۔ کہ ہم بچے کو اپنے قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہونے دینگے۔ اگر ان حالات میں نعش کو دفن کر دیا جاتا۔ تو قبر کو اکھاڑ کر نعش کے پھینکے جانے کا بھی خطرہ تھا۔ اس لئے مجبوراً سب انسپکٹر صاحب تھانہ چونترہ کو اطلاع دیگئی۔ اور ۱۲ر نومبر کی میت ۱۵ر نومبر ۲۶ء ۹۶ گھنٹوں کے بعد پولیس کی مدد سے دفن کی گئی۔

اس موقع پر پولیس کی بروقت امداد اور ہمدردی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم سب انسپکٹر صاحب تھانہ چونترہ اور ان کے تمام عملہ کے حسن انتظام پر شکر گذاری کا اظہار کرتے ہیں۔ انہوں نے نہایت کوشش سے فسادیوں کے فساد کو روک کر نعش کو دفن کرنے میں امداد دی۔

خاکسار چوہدری غلام محمد منشی فاضل قادیان

الفضل:- ہم بچہ کے والدین کی استقامت کی تعریف کرتے ہوئے

ایک احمدی خاتون کی التجا

مجھے عرصہ سے یہ خیال تھا۔ کہ اپنے بزرگ بھائیوں اور بہنوں کو توجہ اس طرف دلاؤں۔ اور بعض ایسے خاص حالات جو اصلاح اور درستی کے لائق ہیں۔ آپ تک پہنچاؤں مگر کوئی نہ کوئی مجبوری روک بنتی رہی۔ اور یہ خیال اندر ہی اندر پرورش پاتا رہا۔ بقول قائل۔

چمن پہنچا یہاں تک باغباں نے خون جگر سے
کہ آخر رنگ قدرت پھوٹ نکلا عارض گل سے

آج اس عرض حال کی باری آہی گئی۔ جو یہ ہے۔

مجھکو اس کی حیرت بھی ہے اور حسرت بھی صدمہ بھی ہے اور بیتابی بھی۔ جب یہ دیکھتی ہوں کہ بعض احمدیوں کی عورتیں غیر احمدی ہیں۔ یا اگر احمدی ہیں تو کمزور۔ اور بعض وہ عورتیں جو خود پختہ دیندار احمدی ہیں۔ مگر شوہر دین میں سست۔ اول ان عورتوں کا مختصر ذکر کرتی ہوں۔ جو غیر احمدی ہیں۔ جنمیں بعض سے مجھے بھی ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ان کے روبرو جب احمدیت کا ذکر کیا اور دینداری اور حقیقی شریعت کا بیان ہوا اور دارالامان کی دینداری کی رونق اور جلسہ کا ذکر آیا تو وہ مجھ سے پوچھنے لگیں۔ کہ کیا قادیان کا جلسہ ایسا ہوتا ہے جیسا پیران کلیر کا عرس یا ایسا ہوتا ہے۔ جیسا مراد آباد کا عرس۔ اچھا یہ تو بتاؤ وہاں قوال کہاں کہاں کے آتے ہیں۔ اور وہاں سے میاں مرادیں بھی پوری کرتے ہیں۔ یہ سنکر میں نے قادیان مبارک کے جلسہ کا حال بیان کیا۔ اور انکو اشتیاق دلایا۔ جس پر انہوں نے یہ عذر کر دیا۔ کہ ہم کیا کریں ہمارے خاوند ہی جلسہ پر نہیں لیجاتے۔

میں بہت شکوہ سے یہ اپیل اپنے محترم بزرگ بھائیوں سے کرتی ہوں۔ کہ کیا ان کو احمدیت کی تبلیغ اور اس کا پہنچانا دوسروں کیلئے ضروری ہے اور اپنے پیارے حقدار لخت جگر بچے اور بیبی بی محبوب نہیں۔ کیا وہ ان پر یہ حق نہیں رکھتے۔ کہ ایسی خدا کی نعمت انکو دیجائے کیا اور دنیاوی ضرورتیں اور خوشیاں جائز و ناجائز بیوی بچوں کی پوری کی جائیں۔ بچوں کی دنیوی زندگی کے لئے ہزار کوششیں ہوں۔ مگر سچی ہمدردی سے ان کا غصہ یا ناراضی آپکو روکتی ہے۔ حالانکہ جو مرد اپنے بیوی بچوں کی پرورش کا تمام سامان مہیا کرتا ہے۔ اس کو ہر طرح کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ یہ نمونے بھی موجود ہیں۔ کہ رامپور کے تین ایسے احمدی جن کی ذات تک ہی احمدیت تھی۔ عبد الغفار خاں صاحب تجمل حسین خاں صاحب۔ سید احمد علی صاحب فوت ہو گئے تو اپنی احمدیت کو بھی ساتھ ہی لے گئے۔ کیونکہ ان کے بعد ان کے گھر سے احمدیت کا چراغ گل ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر کیا اپنے نازپروردہ بچوں وغیرہ کو کسی مرض کے دور کرنے کیلئے کڑوی تکلیف نہیں دیتے۔ اور انہیں جسمانی صحت کے پیدا ہونے اور بڑھنے کی سرتوڑ کوشش نہیں کرتے۔ پھر کیا اس کے برابر بھی آپ نے ان کی دینداری کی کوشش کی۔ آپ میری درد بھری آواز پر کان دہریں اور اس طرف توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائیگا۔ ایسا ہی جن کی بیویاں کمزور ہیں۔ وہ بھی تھالی کا سا بینگن ہوتی ہیں۔ جہاں ان کے غیر احمدی عزیز قریب ہوئے اور احمدیت پر اعتراض ہونے وہ ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگتی ہیں۔ اور کبھی احمدیت کے خلاف اثر قبول کر لیتی ہیں۔ اور آئندہ وہی خیال ان کے دل میں جگہ کر لیتا ہے۔ جو بچوں کی دینی تعلیم اور احمدیت کی خوبیوں پر پردہ بنجاتا ہے۔ اور اگر بچے خوردسال ہوئے اور خدانخواستہ باپ مر گیا تو پھر احمدیت کا بھی وہاں زندہ رہنا محال ہے۔ مجھکو ایسی کمزور احمدی عورتوں کا یہ نقشہ دیکھنے کا موقع ملا کہ ان کے عزیز قریب ان کے منہ پر احمدیت پر اعتراض کرتے اور ہنسی اڑاتے ہیں اور وہ دیتے دیتے انکی باتوں سے جھک لگتی ہیں۔ میں اس کا بھی سبب بوجہ خاوندوں پر رکھوں گی۔ بیوی کو اگر خاوند سے اپنی خوشی پوری کرانے اور اپنی منوانے کے ہزار موقع ملتے ہیں تو خاوند کو بے شمار ملتے ہیں۔ ایسا ہی میرے نزدیک وہ عورتیں جو عابدہ اور زاہدہ ہیں جن کے خاوند دین میں کمزور ہیں۔ اور گو یہ بات احمدیوں میں بہت ہی کم نظر آئیگی۔ کہ عورت پابند شریعت ہو اور خاوند کمزور ہو۔ کیونکہ بالعموم مرد کا درجہ ہر بہتر کام میں عورت سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ میرا یہ شکوہ دردمندوں سے ان پیاری بزرگ بہنوں سے ہے جنکو میں نہ ہم جنس ہونے کی وجہ سے مخاطب کرتی ہوں۔ بلکہ یہ بھی جانتی ہوں کہ ان کو اپنے شوہروں کی سچی وفاداری اور محبت کا بھی دعوی ہے۔ یہ بات مانی ہوئی ہے کہ جو جس سے محبت کرتا ہے اس کی خوبی اور تعریف کو پسند کرتا ہے۔ اور یہ بھی دنیا کا طریقہ ہے کہ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی رنگ میں عورتوں میں مردوں کا اور مردوں میں عورتوں کا ان کی تعلیم اور پابندی شریعت سلیقہ خانہ داری وغیرہ کا ذکر آتا ہے کبھی یہ ذکر بے نام و نشان فقط مرد اور عورت کے نام سے ہوتا ہے۔ اور خاص خاص موقعوں پر نام سے اور پتے سے بھی ہوتا ہے۔ جبکہ بے تکلف ملنے والوں کا بیٹھنا اٹھنا ہوتا ہے۔ تو ایسی جگہ اچھے عمل کا ذکر اچھی طرح اور برے کا بری طرح ہوتا ہے۔ کیا وہ بزرگ اور پابند شریعت بہنیں اپنے شوہروں کی کمزوری سنکر پسند کرتی اور خوش ہوتی ہیں۔ یا خود فخر سے ذکر کرتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ توجہ نہیں کرتیں۔ اپنی ضروریات منت سماجت خوشامد سے شوہروں سے پوری کرا لیتی ہیں۔ اگر وہ سچی ہمدردی اور وفاداری کا جوش رکھتی ہیں۔ تو کیا وہ خدانخواستہ قیامت کو اس وقت خوش ہوں گی جب احکم الحاکمین ان کی کمزوری

قادیان میں سکنی اراضی

قادیان کی نئی آبادی کے ہر دو محلہ جات یعنی محلہ دارالفضل و محلہ دارالرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں۔ اور اب ایک نیا محلہ بنایا گیا ہے۔ جس کا نام محلہ دارالبرکات ہے جو محلہ دارالفضل سے جنوب مشرق میں سڑک کھارا کی دوسری طرف واقعہ ہے۔ ان ہر سہ محلہ جات میں قیمت ایک ہی مقرر ہے یعنی برلب سڑک کلاں معہ فی مرلہ اور اندر کی طرف بیس بیس فٹ اور دس دس فٹ کے راستوں پر ۱۲ فی مرلہ ہے۔ ایک کنال کی پیمائش طول میں پچھتر فٹ اور عرض میں ساٹھ فٹ ہوتی ہے۔ اور اس کے دو طرف سے راستہ گذرتا ہے۔ چار کنال اکٹھی لینے والے کو چاروں طرف راستہ ہوگا۔ نیا محلہ دارالبرکات اس سمت میں واقع ہے۔ جس طرف ریلوے اسٹیشن کی تجویز ہے۔ گو ابھی تک اس کے متعلق کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوا مگر بہرحال جہت بہت عمدہ ہے۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ اور روپیہ بھجوانا ہو تو خاکسار کے نام یا محاسب بیت المال قادیان کے نام بھجوایا جائے۔ یا جلسہ کے موقعہ پر اپنے ساتھ لیتے آویں ۔

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

وصیتیں

۲۶۸۰ میں غلام محمد ولد حاکم خاں قوم چیمہ جٹ ساکن ڈموٹ حال چک ۹۸ شمالی سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان ایک بیں ۳ گھماؤں اراضی زرعی ان سب کی قیمت عما ہے۔ ۲۲ / اپریل ۱۹۲۶ء

العبد۔ غلام محمد ولد حاکم خاں چیمہ جٹ گواہ شد۔ غلام نبی سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۹۸ شمالی سرگودھا۔ گواہ شد محمد خاں چیمہ جٹ چک ۹۸ شمالی

۲۶۰۹ میں عبدالرزاق ولد رحیم بخش کھانڈ ساکن سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ستر روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط مورخہ ۹ / اکتوبر ۱۹۲۶ء

العبد موصی عبدالرزاق بلڈنگ اوورسیر۔ ریاست اسٹیٹ۔ ضلع منٹگمری گواہ شد:۔ غلام علی سب اسسٹنٹ سرجن گواہ شد:۔ محمد عیسیٰ بقلم خود

۲۶۷۸ میں محمد شریف ولد فتح خاں قوم گن ساکن چک ۹۵ شمالی تحصیل سرگودھا۔ ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ہو اس کے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد دو مربعہ جات اراضی واقعہ چک ۹۵ شمالی تحصیل سرگودھا ضلع شاہ پور اور قریباً ایک مربعہ اراضی واقع موضع ڈاکخانہ فتح گڈھ تحصیل و ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ جس کی قیمت موجودہ اندازاً مبلغ بتیس ۲۰۰۰۰ ہزار روپیہ ہے۔ ۲۲ / اپریل ۱۹۲۶ء۔ العبد محمد شریف موصی گواہ شد بقلم خود غلام نبی سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۹۸ شمالی سرگودھا۔ گواہ شد:۔ بقلم خود محمد فاضل دوکاندار چک ۹۸ شمالی سرگودھا۔

۲۴۴۸ میں سردار حسین شاہ ولد سید عارف حسین عمر ۲۲ سال ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۲۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد موجودہ اس وقت ایک مکان پختہ واقعہ قادیان قیمتی چھ ہزار روپے ہے۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت ۱۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور میری وفات کے بعد میری جس قدر متروکہ جائداد ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں تو اسی قدر روپیہ اسکی قیمت میں سے منہا کر دیا جائیگا۔ یکم اگست ۱۹۲۶ء العبد موصی سید سردار حسین شاہ اوورسیر عارف والا ضلع منٹگمری گواہ شد خداداد خاں پنشنر قادیانی حال چک ۱۳ بقلم خود

گواہ شد۔ سید عارف حسین۔

(اشتہارات)

کان کی تمام بیماریاں

بہرا پن۔ کم سننا۔ کان بچوں یا بڑوں کے بہنے بھاری پن درد ورم۔ زخم۔ خشکی۔ کھجلی۔ آوازیں ہونے وغیرہ پر صفحہ دنیا پر شرطیہ اکسیر دوا صرف بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات ہے۔ جسپر ہزارہا انگریز اور ڈاکٹر تک لٹو ہیں۔ بصرہ۔ بغداد۔ ساوتھ افریقہ وغیرہ تک جسکی خاص شہرت ہے۔ فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عہ) ملک تین شیشی طلب کرنے پر محصولڈاک معاف دھوکہ بازوں سے ہشیار اپنا پراپتہ صاف ہمارا پتہ یہ ہے:۔ بہرا پن کی دوا بلب اینڈ سنز پیلی بھیت یو۔پی

اندرون شہر زمین فروخت ہوتی ہے

ایک قطعہ اراضی سفید فروختنی ہے۔ رقبہ دس گیارہ مرلہ (ایک مرلہ ۱۵×۱۵ فٹ کو کہتے ہیں) اندرون شہر بر لب شاہراہ متصل مکانات سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم رئیس۔ جو صاحب لینا چاہیں۔ بذریعہ خط وکتابت فیصلہ کریں۔ اندرون شہر نرخ زمین علی العموم حسب موقعہ ایک سو سے ڈیڑھ سو روپیہ فی مرلہ ہے ؛

خط وکتابت۔ ع۔ق۔ معرفت الحکم قادیان

اس سے بڑھکر اور کیا شہادت ہوسکتی ہے؟

سرحد کے تمام اشتہار دینے والوں کو چیلنج۔ کوئی اشتہار دینے والا اس کے مقابلہ میں اس قسم کی سند پیش کرے

تریاق چشم رجسٹرڈ

کے متعلق ہندوستان بھر کے بڑے بڑے خاص ماہر امراض چشم ولایت کے سند یافتہ ڈاکٹر کیپٹن۔ ایس۔ اے۔ فاروقی۔ (سرکاری اعلےٰ افسر) ایم ڈی۔ ای۔ ایس کا سارٹیفکیٹ (ترجمہ)

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ مرزا حاکم بیگ ساکن گوجرات (پنجاب) کے تیار کردہ "تریاق چشم" کو میں نے اپنے چند بیماروں پر آزمایا۔ اور اُسے آنکھوں کے زخم۔ پانی بہنا۔ اور گکروں کے لئے بہت مفید اور موثر پایا۔ اس کے اجزاء امراض چشم کے لئے بہت مشہور ہیں اور ان اجزا کی مقدار ہر طرح سے صحیح اور ٹھیک نسبت سے لائی گئی ہے موجد کے "تریاق چشم" کے تیار کرنے کا طریق زمانہ حال کے مروجہ طریقہ کے مطابق صاف اور ستھرا ہے

دستخط:۔ (ایس۔ ایم۔ فاروقی کیپٹن۔ ایم۔ ڈی۔ ای۔ ایس او پتھیلک سپیشلسٹ) خاص ماہر امراض چشم

نوٹ۔ قیمت "تریاق چشم" رجسٹرڈ پانچ روپے فی تولہ۔ اور محصولڈاک علاوہ سوا ذی ۸ ر۔ بذمہ خریدار

مرزا حاکم بیگ احمدی موجد "تریاق چشم" (رجسٹرڈ) گڑھی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب

جلسہ پر گھڑیاں

اگر اللہ تعالےٰ نے حاضری کا موقعہ دیا۔ تو جیب وکلائی کی بہترین گھڑیاں ہمراہ ہوں گی ؛

ٹائم پیس صرف وہی لاسکونگا۔ جس کا آرڈر معہ کچھ رقم پیشگی ۲۰ دسمبر ۱۹۲۷ء تک مل جائیگا۔ ملنے کا وقت ۸ بجے صبح

نمبر ۱۔ بگ بن الارم للعہ ریڈیم مدللعہ
نمبر ۲ جار " لعہ " مدللعہ
نمبر ۳ کلٹیر " لعہ " مدللعہ

نمبر ۴۔ امریکن مختلف قسم عہ سے للعہ تک
جرمنی الارم للعہ۔ بی اصلی عہ
جرمنی عہ

المشتہر حافظ سخاوت علی احمدی پروپرائیٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہ پور

بے اولادوں کو اولاد

پنجاب کے مختلف مقامات مثلاً سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ جالندھر۔ بھیرہ۔ مالیر کوٹلہ۔ لدھیانہ۔ قادیان وغیرہ میں والدہ صاحبہ نے بیسیوں بے اولاد عورتوں کا علاج کیا ہے۔ چنانچہ وہ عورتیں جو کئی کئی سال سے بے اولاد تھیں۔ والدہ صاحبہ کے علاج سے آج کئی کئی بچوں کی مائیں ہیں۔ لہٰذا اگر آپ اولاد کی خواہشمند ہیں۔ تو ایک دفعہ ضرور آزمایش کریں۔ قیمت فی بکس للعہ علاوہ محصولڈاک۔ (نوٹ) آرڈر دیتے وقت مفصل حالات تحریر فرمادیں۔ جو کہ پوشیدہ رکھے جائیں گے ؛

سید خواجہ علی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ضرورت نکاح

ڈیرہ غازیخان کے ایک مخلص احمدی کے لئے جو ذات کا پٹھان عمر قریباً ۴۲ سال ۱۷۵ روپیہ ماہوار پر معزز ملازم سرکاری ہے۔ رشتہ مطلوب ہے۔ پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے۔ جس سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔

حکیم عبدالخالق ریڈر عدالت سب جج صاحب۔ ڈیرہ غازیخان

تریاق زعفرانی

امراض ذیل کیلئے ہمہ صفت موصوف ہے۔ اعضاء رئیسہ کی کمزوری کے لئے نہایت مفید ہے۔ نسیان ہو۔ معدہ کمزور ہو۔ دماغ کمزور ہو دل دھڑکتا ہو۔ کمزوری جگر کی وجہ سے بدن میں خون کم ہو۔ رنگ زرد ہو۔ سر چکراتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہو۔ طاقت کمزور پڑ گئی ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال انشاءاللہ نہایت مفید اور آرام پہنچانے کا موجب ہوگا۔ قیمت فی ڈبیہ عمر

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

فروخت مکان

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے ہمسائیگی میں آبادی محلہ دارالرحمت میں مکان فروخت ہوتا ہے اندر باہر پختہ۔ دو کوٹھڑیاں درمیان میں دالان (۱۸ فٹ لمبا ۱۲ فٹ عرض) ایک باورچی خانہ۔ سیڑھی پختہ کل رقبہ ایک کنال صحن میں ثمردار درخت چار دیواری پختہ ایک طرف بڑا بازار ایک طرف گلی خط وکتابت بنام

اللہ دتا گجراتی۔ محلہ دارالرحمت۔ قادیان۔

موقعہ کی زمین

محلہ دارالفضل شرقی متصل کوٹھی حضرت میاں شریف احمد صاحب عین آبادی کے اندر ایک کنال زمین فروخت ہوتی ہے خط وکتابت وتصفیہ نرخ بنام ا۔ب۔ معرفت

الحکم قادیان

دائی کی ضرورت

ایک ٹرینڈ دایہ۔ تنخواہ ۴۰ روپیہ ماہوار درخواست بنام:۔

ناظر امور خارجیہ قادیان

اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں۔ ایڈیٹر الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

—— اخبار فارورڈ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ملزمان سازش کاکوری کی اپیل پریوی کونسل میں داخل ہوگئی ہے ✣

—— لاہور ۲۵۔ نومبر۔ آج مسٹر ٹیپ سشن جج نے فسادات لاہور کے سلسلے میں آخری مقدمہ قتل کا فیصلہ سنادیا ہے۔ یہ مقدمہ ایک مسلمان مسمی مصری کے خلاف جھنڈا سنگھ کے قتل کے الزام میں جاری تھا۔ فاضل جج نے ملزم کو بے گناہ قرار دیتے ہوئے بری کر دیا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۴ر نومبر۔ حکومت دہلی کی جانب سے ایک بیان شایع ہؤا ہے۔ کہ ۱۴۔ نومبر کو عبدالرشید کی پھانسی پر دہلی میں جو فساد ہؤا تھا۔ اس کے متعلق مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ حکام کا اندازہ ہے۔ وہاں پر جو مجمع ہو گیا تھا۔ وہ کسی طرح سے بھی پانچ ہزار سے زیادہ کا نہیں کہا جاسکتا۔ اور دہلی کے ہندو مالی نقصان کا کل اندازہ ۱۰۸۴۳۵ روپیہ کرتے ہیں۔ اس میں جائداد کا وہ نقصان شامل نہیں ہے۔ جو بلوائیوں کے ہاتھوں ہؤا مگر جس مال کو بلوائی لے نہیں گئے ہیں ✣

—— مدراس ۲۳۔ نومبر۔ مندرجہ ذیل تار کئی ایک مشہور لیڈران کی طرف سے سر محمد شفیع کو روانہ کیا گیا ہے ہز ہائینس سر آغا خان نے مسلم لیگ کی صدارت منظور کرلی ہے۔ اور ہماری درخواست پر تشریف لارہے ہیں۔ ہم ملک میں خوش اعتقادی اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے خیال سے آپ سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ سر آغا خان کے حق میں مسلم لیگ کی صدارت سے دستبردار ہو جائیں ✣

—— مدراس ۲۴ر نومبر۔ سر ٹی سداسوا آئر سابق جج مدراس ہائیکورٹ آج شام کو چار بجے اس دارفانی سے رحلت کر گئے۔

—— مدراس ۲۶ر نومبر۔ باشندگان ریاستہائے ہند کی کانفرنس مدراس میں منعقدہ کانگرس میں ہوگی۔ جس میں باشندگان ریاستہائے ہند کے مستقبل پر غور کیا جائیگا۔

—— دہلی ۲۷۔ نومبر۔ پنڈت مدن موہن مالویہ نے ۱۵۔ دسمبر کو جملہ پارٹیوں کے نمائندگان کی ایک کانفرنس مدعو کی ہے ✣

—— شکارپور کی پولیس نے مسٹر خوب چند کتب فروش کی دوکان پر چھاپہ مارا۔ اور بلیدان چترادلی کی جملہ کاپیاں اپنے قبضہ میں کرلیں ✣

—— دہلی ۲۶ر نومبر۔ وائسرائے نے سر پی۔ این سپرو کو وائسرائے کونسل کا لیں پریذیڈنٹ مقرر کیا ہے ✣

—— نئی دہلی ۲۶۔ نومبر شاہی کمشن کے متعلق پنڈت مدن موہن جی مالویہ نے اس امر کا بیان شایع کیا ہے۔ کہ لارڈ برکن ہیڈ نے ہندوستانیوں کے شاہی کمشن میں نہ لئے جانے کا اعلان کر کے ہندوستانیوں کو اس امر کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ کمشن کو بائیکاٹ کردیں ✣

—— امرتسر کے مسلمان میونسپل کمشنران کے دستخطوں سے ایک مکتوب شایع کیا گیا ہے۔ جس میں یہ درج ہے۔ کہ مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے سبب مسلمان خسارہ میں رہے ہیں۔ ہندو بھائی مسلمانوں سے بہت ترقی کرتے جارہے ہیں اس لئے اس وقت مسلمانوں کے لئے بہتر بات یہی ہے۔ کہ وہ مقاطعہ کمیشن کے پھندے میں نہ پھنسیں۔ بلکہ حکومت کے ساتھ تعاون کر کے کمیشن کو سابقہ اصلاحات کی خامیاں ظاہر کرنی چاہئیں۔ ہندوؤں سے کسی قسم کی امداد و ہمدردی کی اُمید نہیں ✣

—— لاہور ۲۶۔ نومبر۔ سر محمد شفیع نے اپنے ایک بیان میں جو ایسوسی ایٹڈ پریس کے نام ہے۔ اس تار کا حوالہ دیتے ہوئے جو مدراس سے ان کے پاس آیا ہے۔ کہا ہے "اگر ہز ہائنس سر آغا خان اس امانت (انتخاب جداگانہ) کو پورا کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ جو مسلم ملت نے میرے ہاتھوں میں دی ہے۔ تو مجھے اس سے کوئی زیادہ مسرت حاصل نہ ہوگی۔ کہ میں ان کے حق میں مسلم لیگ کی صدارت سے دست بردار ہو جاؤں"

—— دہلی ۲۴۔ نومبر۔ مسٹر محمد علی نے گذشتہ سہ شنبہ کے روز سر محمد شفیع اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کو چیلنج دیا تھا کہ وہ پنجاب کے کسی مقام پر مسلمانوں کے جلسہ عام میں تقریر کرلیں۔ اور اس سے رائل کمیشن کے بائیکاٹ کے سوا کوئی اور فتویٰ لے لیں۔ اس چیلنج کے جواب میں خواجہ حسن نظامی صاحب نے مسٹر محمد علی کو چیلنج دیا ہے اور لکھا ہے۔ کہ اس معاملہ کو سب سے پہلے دہلی میں طے کر لیا جائے ✣

—— جمعیۃ العلماء ہند کا اجلاس پشاور میں ۲۔ ماہ دسمبر کو ہوگا ✣

—— پشاور ۱۶۔ نومبر۔ پروفیسر سگینان نے جو کیمبرج کی یونیورسٹی میں کام کرتے ہیں۔ انڈین ایجوکیشنل سروس کے پرنسپل عنایت اللہ خان کو نوبل پرائز دئے جانے کی سفارش کی ہے کیونکہ پرنسپل صاحب نے اپنی کتاب تذکرہ میں سائنس کے متعلق بہت اعلےٰ خیالات کا اظہار کیا ہے۔

—— دہلی ۱۹۔ نومبر۔ سکرٹری آرین ڈیفنس کمیٹی نے اخبارات میں اعلان کیا ہے۔ کہ سوامی شردھانند کی برسی ۱۲۔ دسمبر کو منائی جائیگی۔ آریہ ڈیفنس لیگ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ اس سلسلہ میں ہفتہ شردھانند منائے۔ یہ ہفتہ ۶۔ دسمبر سے شروع ہو کر ۱۲۔ دسمبر کو ختم ہوگا ✣

ممالک غیر کی خبریں

—— بخارسٹ ۲۴۔ نومبر۔ موسیو بریٹیانو وزیراعظم رومانیہ کا انتقال ہوگیا۔ موسیو جو نیل بریٹینس پانچویں دفعہ بلسینی وزیر اعظم مقرر کیا گیا ہے۔ کابینہ وزارت کے ارکان وہی رہیں گے ✣

—— لنڈن ۲۳۔ نومبر۔ جس وقت دارالعوام میں قانون دربارہ ضمانت بیکاران پیش ہوا۔ تو معاملہ باتوں سے لاتوں تک پہونچنے لگا۔ جس کی وجہ سے لیبر پارٹی کے پانچ ممبر یعنی میکسٹن۔ بوکینن۔ نیل میک لین اور والہڈ معطل کر دیئے گئے ✣

—— لنڈن ۲۶ر نومبر۔ ہاؤس آف کامنز میں کرنیل ویجوڈ کے ایک سوال کے جواب میں نائب وزیر ہند نے کہا۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی رو سے شاہی کمشن کے خرچ کا بوجھ ہندوستان کے خزانے پر پڑنا چاہیئے۔ لیکن ملک معظم کی گورنمنٹ نے اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ اخراجات کمشن کیلئے ۲۰ ہزار پونڈ دیگی ✣

—— سان فرانسسکو ۲۶ر نومبر فولسوم کے شاہی جیل خانہ میں ایک ہزار قیدیوں نے غدر کر دیا۔ پولیس اور قیدیوں میں زبردست لڑائی ہوئی۔ ۹ آدمی ہلاک اور ۲۲ زخمی ہوگئے۔ پولیس اور فوج نے بڑی مشکل سے ان پر قابو پایا فریقین نے ایک دوسرے پر گولیاں برسائیں ✣

—— لنڈن ۲۶۔ نومبر۔ ارل ونٹرٹن نائب وزیر ہند نے ہاؤس آف کامنز میں شاہی کمشن کی تقرری کا ریزولیوشن پیش کیا۔ جو باتفاق رائے پاس ہوگیا۔ آپ نے شاہی کمشن میں ہندوستانیوں کے نہ لئے جانے کے وجوہ ظاہر کرتے ہوئے ایک طویل تقریر کی ✣

—— رگبی ۲۶۔ نومبر۔ معلوم ہؤا ہے۔ کہ شاہی کمشن ۱۹۔ جنوری کو ہندوستان کی طرف روانہ ہو جائیگا جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ فروری کے شروع میں ہندوستان پہونچ جائے گا ✣

—— پارلیمنٹ میں مسٹر جارج لینسبری کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارل ونٹرٹن نے کہا۔ کہ پٹیالہ اور مہاراجہ نابھہ کے باہمی مقدمہ کے متعلق مسٹر جسٹس سٹوارٹ نے جو رپورٹ کی ہے۔ وہ کانفیڈنشل ہے۔ لارڈ برکن ہیڈ اس تجویز سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ کہ اس مقدمہ کے فیصلہ کی ایک نقل اس ہاؤس کی لائبریری میں رکھی جائے۔ لہٰذا گورنمنٹ اس رپورٹ کو پبلک طور پر پیش نہیں کر سکتی کیونکہ وہ ایک خفیہ دستاویز ہے ✣

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔)